ہے.... مخلوط حکومت ابھی تک قائم ہے"۔ ۲۲۲

۲۔ محسوس ہوتا ہے کہ الگ الگ مضامین مختلف اوقات میں لکھے گئے ہیں۔ فصل ۱ میں شیخ نورسی (۱۸۷۳- ۱۹۶۰ء) کی اصلاحی جد و جہد پر روشنی ڈالنے کے بعد فصل ۲ باب اول میں ملی نظام پارٹی (۱۹۷۰ء) کا تعارف کرایا گیا ہے مگر اس باب کا اکثر حصہ تمہیدی باتوں پر مشتمل ہے جس میں عہدِ کمال اتاترک اور ماقبل و مابعد عہد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد فصل ۳ باب اول میں رفاہ پارٹی (۱۹۸۳ء) کی تشکیل وتنظیم کے ضمن میں بھی کمال اتاترک کے مابعد عہد پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ بہتر تھا کہ کمالی فتنہ پر ہر فصل کی ابتدار کے بجائے ایک مستقل فصل میں بحث ہوتی اور تجزیہ کرکے ان احوال و اسباب کی وضاحت کی جاتی جنھوں نے کمال اتاترک کو "غازی" سے دشمنِ اسلام بنادیا۔

زیرِ تبصرہ کتاب اپنے موضوع پر بے حد اہم ہے۔ امید ہے اسے قبولِ عام حاصل ہوگا۔ (محمد رضی الاسلام ندوی)

سہ ماہی احوال و آثار کاندھلہ

اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی امیر جماعتِ تبلیغ (اپریل تا دسمبر ۹۶ء، جنوری تا دسمبر ۹۷ء) مرتب: نورالحسن راشد کاندھلوی

حضرت مفتی الہٰی بخش اکیڈمی، کاندھلہ ضلع مظفر نگر (یوپی)

صفحات ۴۸۰ قیمت ایک سو پچاس روپے

سہ ماہی "احوال و آثار" ایک علمی دستاویزی مجلہ ہے جس نے کاندھلہ اور اس کے اطراف کے مردم خیز قصبات کے بزرگوں اور اہلِ علم و فضل کے حالاتِ زندگی اور آثار کی اشاعت کو اپنا نصب العین بنایا ہے۔ اپنے اجراء کے کچھ ہی عرصے بعد اس نے امیر جماعتِ تبلیغ مولانا انعام الحسن کاندھلوی (م ۱۹۹۵ء/ ۱۴۱۶ھ) پر اشاعتِ خاص کا اعلان کیا۔ چنانچہ اپریل ۹۶ء سے دسمبر ۹۷ء تک اس کے سات شماروں اور ۴۸۰ صفحات پر مشتمل یہ اشاعتِ خاص پیشِ نظر ہے۔

ابتدائی صفحات (ص ۶ تا ۷۱) میں خاندان کے اجداد اور اکابر کی مفصل سوانح

بیان کی گئی ہے۔ آخر کے ۱۲۰ صفحات میں جماعتِ تبلیغ کی ایک مشہور شخصیت مولانا اظہار الحسن کاندھلوی (م ۱۲ راگست ۱۹۹۶ء) کی سوانح بطور ضمیمہ شامل ہے۔ بقیہ حصہ مولانا انعام الحسن سے متعلق ہے جو تین اجزا پر مشتمل ہے۔ پہلے جز میں مولانا کے احوال زندگی: ابتدائی تعلیم و تربیت، اعلیٰ تعلیم، نکاح اور اولاد، مولانا الیاس سے بیعت، تبلیغی کام میں عملی شرکت، مولانا محمد یوسف کی رفاقت، امارت، اندرونِ ملک و بیرونِ ملک اسفار اور تبلیغی اجتماعات میں شرکت، حج اور عمرے، وفات وغیرہ کا مفصل بیان ہے۔ دوسرے جز میں مولانا کے آثار: مکتوبات، افادات و ارشادات، تبلیغی اجتماعات میں خطابات اور دعاؤں کا انتخاب پیش کیا گیا ہے، تیسرے جز میں چند تاثراتی مضامین ہیں۔

جماعتِ تبلیغ سے تعلق رکھنے والے اصحاب عموماً تحریر و تالیف سے اجتناب کرتے ہیں۔ اسی لیے فاضل مرتب کو مولانا انعام الحسن کے احوال و آثار سے متعلق مواد فراہم کرنے میں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور متعلقین سے کوئی خاص تعاون نہیں مل سکا۔ اس کے باوجود موصوف اتنا ضخیم شمارہ نکالنے میں کامیاب رہے ہیں اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس اشاعت سے جہاں ایک طرف صاحبِ تذکرہ کی حیات پر روشنی پڑتی ہے وہیں دوسری طرف جماعتِ تبلیغ کی فکر، دعوتی و تبلیغی کام کے نہج اور اکابرینِ جماعت کے رجحانات سے متعلق بھی تحریری مواد فراہم ہو جاتا ہے۔

اکابرینِ جماعتِ تبلیغ رہروانِ تصوف و سلوک تھے۔ اس لیے اس اشاعتِ خاص میں جابجا ان کی "توجہ"، کرامت اور باطنی قوت کا اظہار کیا گیا ہے مثلاً معلومات کے فقدان کے باوجود مرتب پورے یقین کے ساتھ لکھتے ہیں "اس میں شک و شبہ نہیں کہ حضرت مولانا (الیاسؒ بانی امیر جماعت تبلیغ) ان دونوں (مولانا محمد یوسفؒ دوسرے امیر جماعت اور مولانا انعام الحسنؒ تیسرے امیر جماعت) کی روحانی ترقی کے لیے خاص طور پر متوجہ اور فکرمند رہے ہوں گے اور اس کے لیے اپنی تمام باطنی قوت اور اثرات کا پوری طرح استعمال فرمایا ہوگا" (ص ۲۹) مولانا محمد یوسف کے تیسرے سفرِ حج کے انتظامات کے سلسلے میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کا بیان ہے: "مولوی یوسف کی باطنی قوت کچھ ایسی زور کر رہی تھی

کہ ہر کام بلا سعی خود ہوتا جا رہا تھا" (ص۲۲۲) حج کے موقع پر مولانا انعام الحسن کے کھانا پکانے کی باری لگتی۔ وہ پکانا بالکل نہیں جانتے تھے مگر ان سے ایسی کرامت کا ظہور ہوتا کہ وہ سب چیزیں دیگچی میں ڈال کر چولہے پر رکھ کر حرم شریف چلے جاتے اور واپسی پر کھانا پکا ہوا ملتا (ص۲۲۷)۔

مزاج تصوف کا ایک مظہر یہ ہے کہ جسمانی مرض کو راہ سلوک و معرفت کا ایک مرحلہ اور ذکر و ریاضت کا ثمرہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ مولانا انعام الحسن ایک زمانے میں شدید بیمار رہے۔ کافی علاج و معالجہ کیا گیا مگر اضطراب، وحشت اور بے چینی میں کچھ کمی نہیں آئی۔ متعلقین کے دل میں یہ خیال ہوا کہ چونکہ انھوں نے ذکر و شغل بہت کیا ہے اور ریاضت و مجاہدہ کی منزلوں سے گزرے ہیں اس لیے ممکن ہے کہ اس کیفیت کا روحانی مسائل اور سلوک و معرفت کے سفر سے کچھ تعلق ہو۔ اس کے لیے خصوصاً شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے رجوع کیا گیا۔ انھوں نے جواب دیا: "یہ حالات آثار ذکر معلوم ہوتے ہیں اور بہت مبارک۔ مگر چوں کہ اعضا بہت ضعیف ہیں اس وجہ سے وہ مرض کی صورت پر آ گئے ہیں۔ اگر اعضاء طاقتور ہوتے تو سنبھال لیتے"۔ (ص۲۲۳)

جماعت تبلیغ میں منکرات پر ٹوکنے کو پسند نہیں کیا جاتا۔ اس کا فلسفہ مولانا انعام الحسن کے الفاظ میں یہ ہے کہ "بجائے لوگوں کو برائی سے روکنے کے ہم اگر محنت کر کے نماز کی طرف لائیں تو وہ ان سے خود بخود برائی کو چھڑا دے گی"۔ (ص۵۱۲) اکابرین جماعت کی ایک مجلس میں تذکرہ آیا کہ مشہور یہ ہے کہ جو شخص تین مرتبہ ٹونگی (بنگلہ دیش) کے اجتماع میں شرکت کرے اس کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ اس پر یہ طے ہوا کہ "ہمارے نام سے تو نہیں بلکہ کسی دوسرے کی جانب سے اس کی تردید موثر انداز سے کرادی جائے" (ص۲۲۴) جب حال یہ ہو تو کسی معاملے میں ایسے شخص کی تنقید کو جو جماعت سے وابستہ نہ ہو، کیوں کر گوارا کیا جا سکتا ہے؟

مولانا انعام الحسن کی ایک مجلس میں سوال کیا گیا کہ حضرت، فضائل کی جو تعلیم ہوتی ہے اس میں کتاب پڑھنے والے بہت غلطیاں کرتے ہیں۔ کوئی عالم ٹوکتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ عالم تبلیغ کے خلاف ہے۔ فرمایا: "اس کا حل یہ ہے کہ وہ عالم جماعت میں اتنا وقت